تشبہ بالکفار

ریسرچ اسکالر مولانا اللہ دتہ

تشبہ کا لغوی مفہوم:

تشبہ عربی زبان کا لفظ ہے جو شبہ سے نکلا ہے اور اس کا مطلب مشابہ ہونا، ہم شکل ہونا، مثل ہونا، مانند ہونا، باہم مختلط ہونا، ہم وصف ہونا، مشابہت ہونا، مماثلت ہونا یا نقل کرنا کے ہیں۔ یعنی کوئی ایسی شے کہ جو دوسری شے کی طرح ہو تو کہیں گے کہ یہ شے اس جیسی ہے یا اس سے تشبہ رکھتی ہے مماثلت کا یہ عمل تشبہ کہلاتا ہے۔ مماثلت کے لیے اس شے کا بعینہ ایک جیسا ہونا ضروری نہیں ہوتا کیونکہ اگر دونوں اشیاء ایک جیسی ہیں تو وہ تو جنس ونوع میں ہی باہم متحد ہیں اس لیے ان میں تشبہ کے کیا معنی' بلکہ جہاں دونوں اشیا اکثر صفات میں یا کچھ صفات میں ایک جیسی ہوں گی وہاں تشبہ کا اطلاق ہوگا اور صفات میں یکسانیت کے اس عمل کو تشبہ کہا جائے گا۔ تشبہ کے لغوی مفہوم کے بارے میں اہل لغت نے اپنی مختلف کتب میں جو معانی اس کے درج کیے ہیں اسے چند مشہور ومعروف کتب سے یہاں نقل کیا جاتا ہے۔

لسان العرب میں ابن منظور افریقی نے شبہ کی تین لغتیں بیان کی ہیں: الشبہ و الشبہ و الشبیہ جسے آپ مصدریں بھی کہہ سکتے ہیں کہ اس کی تین مصدریں بیان کی ہیں اور اس کا معنی ''مثل'' بیان کیا ہے اس کی جمع اشباہ ہے اہل عرب اس وقت بولتے ہیں جب ایک شے دوسری شے کے مماثل ہو تو کہتے ہیں و اشبہ الشیء الشیء اور مماثلت میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ شخص ظلم کرنے میں اپنے باپ کے مشابہ ہے یا مرد اپنی ماں کے مشابہ ہے۔ ابن اعرابی کے نزدیک یہ لفظ اس وقت بولا جاتا ہے جب کوئی شخص عاجز ہوتا ہے یا کمزور ہوتا ہے اور یہ شعر اس پر دلیل ہے:

اصبح فیه شبة من امه 'من عظم الراس ومن خرطمه (۱)

''تاج العروس'' میں اس کا معنی ''مثل'' بیان کیا گیا ہے اور باقی تفصیل وہی ہے جو کہ اوپر ''لسان العرب'' کے حوالے سے بیان ہوئی ہے۔ (۲)

کتاب التعریفات میں ہے کہ لغت میں تشبیہ کسی شے کی کسی دوسری شے کے ساتھ معنی میں مشترکہ امر پر دلالت کرتی ہے پہلی کو مشبہ (بالکسر) اور دوسری کو مشبہ بہ (بالفتح) کہتے ہیں اس کے لیے آلہ تشبیہ اس کی غرض و غایت اور تشبیہ کا ہونا ضروری ہوتا ہے یہ معنی جو بیان کیا گیا یہ اہل لغت کے نزدیک تھا۔علماء بیان کی اصطلاح میں دو چیزوں کا کسی وصف میں یا کسی شے کے اوصاف میں مشترک ہونا تشبیہ کہلاتا ہے جیسے کہ کہا جاتا ہے کہ زید میں شیر کی طرح بہادری پائی جاتی ہے یہاں وصف بہادری کا اشتراک ہے شیر کے ساتھ اور اسی طرح روشنی کا ہونا سورج میں اس کو علماء بیان تشبیہ مفرد کہتے ہیں۔نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''بے شک اللہ تعالی نے مجھے ہدایت اور علم کے ساتھ بھیجا ہے بارش کی مثل کے کہ جو زمین کو پہنچتی ہے۔'' سرکار ﷺ نے یہاں پر علم کو بارش کے ساتھ تشبیہ دی ہے جس کے ذریعے پاک زمین نفع حاصل کرتی ہے اور بنجر زمین جس سے نفع حاصل نہیں کر پاتی۔اس کو تشبیہ مرکب یا تشبیہ مجتمع بھی کہتے ہیں جس طرح کہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: ''میری مثال اور سابقہ انبیاء کی مثال ایسی ہے کہ جیسے ایک مرد نے گھر بنایا بہت خوبصورت حسین و جمیل اور اس میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی'' اس کو تشبیہ جمع بالجمع کہتے ہیں یہاں پر وجہ شبہ عقلی ہے جو چند امور سے منتزع ہو رہی ہے پس یہاں نبوت کو گھر کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے۔(۳)

اساس البلاغہ میں اس کے معنی مماثلت کے بیان کیے گئے ہیں۔(۴)

امام راغب اصفہانی نے بھی شبہ کی تین لغتیں بیان کی ہیں چنانچہ آپ لکھتے ہیں کہ الشبہ و الشبہ و الشبیہ کے اصل معنی مماثلت بلحاظ کیف کے ہیں مثلاً لون اور طعم میں باہم مماثل ہونا یا عدل اور ظلم میں (۵)

تشبہ کا اصطلاحی مفہوم

تشبہ باب تفعل سے ہے جس کی ممتاز خاصیت تکلف، تصنع یا بناوٹ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ باب تفعل عموماً ماخذ کو بتکلف اپنے ساتھ متصف کرنے کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے لہذا تشبہ بالکفار سے مراد کسی بھی مسلمان کا بتکلف کفار کی ممتاز و مخصوص چیز کو اپنانا یعنی جو چیز کسی علاقے میں کفار یا مشرک قوم کی پہچان و علامت ہو مسلمان کا اس چیز کو استعمال کرنا۔اس لحاظ سے اس کی یہ تعریف بیان کی جاسکتی ہے کہ کسی شخص کا کسی دوسرے مذہب یا قوم کے کسی فرد کی یا جماعت کی اخلاقیات، رہن

☆ہب اعدائك لك و تشتم حسادك يساوى قيمتك علانك اصبحت شيئا مذكورا او جلا مهما. ☆

سہن، طرز معاشرت، تہذیب وتمدن، لباس، اکل وشرب، وضع قطع یا فکر وتدبر وغیرہ میں ایسی نقل یا مشابہت کرنے کا نام ہے کہ اس پہلے فرد پر دوسرے فرد کا گمان ہونے لگے اور ایک انجان شخص بھی اسے دوسری جماعت کا فرد ہی تصور کرے۔ علماء نے اس کی مختلف تعریفات بیان کی ہیں چند تعریفات درج ذیل ہیں:۔

حرام تشبہ بالکفار کسی مسلمان کا کسی کافر قوم کے ساتھ شرعاً یا عرفاً مذموم ناپسندیدہ اشیاء میں مشابہت اختیار کرنا ہے۔ نیز ان چیزوں میں کہ جن میں کفار کے ساتھ مشابہت کا قصد بدلالت حال کیا جاتا ہے۔(۶)

کسی نفع وغیرہ سے بے پرواہ ہو کر محض اس لیے کہ کسی کی ادا بھا جائے اور زبردستی اس کی ریس میں اسی ادا کو اختیار کرنا (۷) دو چیزوں کا حسی یا معنوی لحاظ سے اس قدر مماثل ہونا کہ ایک دوسرے سے ممتاز نہ ہو سکیں۔(۸)

غیر مسلم کی ہر وہ چیز جو ان کے لیے اس طرح خاص ہو کہ اگر مسلم اسے استعمال کرے تو غیر مسلم ہونے کا اس پر دھوکا ہو۔(۹)

انسانی افعال کی اقسام

انسانی افعال کی اقسام کو جاننا اس لیے ضروری ہے تا کہ یہ معلوم ہو سکے کہ کس قسم کے افعال پر تشبہ کا اطلاق ہوتا ہے اور کس قسم کے افعال جواز کے دائرے میں آتے ہیں لیکن ما قبل اس کے کہ انسانی افعال کی اقسام پر بحث کی جائے یہ بتلانا مقصود ہے کہ اللہ جل جلالہ نے بھی اپنے مختلف طرح کے تخلیقی وتکوینی افعال میں تشبہ کو اختیار نہیں فرمایا ہے۔ چنانچہ اللہ رب العزت نے جتنی بھی مخلوقات کو پیدا کیا ہے اگر چہ وہ شکل وصورت، جسم وجثہ اور وضع وہیئت میں ایک جیسی ہیں مگر اس کے باوصف وہ اپنی ہی جنس ونوع کے دیگر افراد سے بہت مختلف ہیں۔ انسان کو ہی دیکھ لیجئے، کروڑوں اربوں انسان اس خاک گیتی میں آئے، چلے گئے اور موجود ہیں مگر سر کے بالوں سے لے کر پاؤں تک اگر چہ سب ایک جیسے ہیں دو ہاتھ، دو پاؤں، دو آنکھیں، دو کان، بتیس دانت اور ناک چہرہ وغیرہ (وعلی ھذا القیاس) مگر اس کے باوجود ان میں جو اختلاف اور تفاوت ہے وہ کسی ذی فہم سے مخفی نہیں ہے۔ ہاتھوں کی لکیروں (فنگر پرنٹس) کو ہی دیکھ لیجئے۔ یہ بے ترتیب آڑھی ترچھی سی لکیریں دیکھنے

میں ہرایک فرد کی ایک جیسی نظر آتی ہیں مگراس احسن الخالقین کی صناعتی کے قربان کہ انگلیوں کے یہ معمولی سے نشان بھی ایک جیسے ہونے کے باوجود کسی دوسرے فرد سے ذرا سی بھی مشابہت نہیں رکھتے اور آج کے اس جدید دور میں ان انگلیوں کے نشانوں کی مدد سے شناخت افراد کا جو کام لیا جارہا ہے وہ سب پر عیاں ہے یونہی آنکھ ناک کان اور چہرہ مہرہ سب دوسرے افراد سے مختلف ہوتے ہیں۔

خلاق عالم نے جب اجرام فلکی کو تخلیق فرمایا تو ہرایک دوسرے سے مختلف بنایا ستاروں کو سیاروں سے چاند کو سورج سے اور زمین کو آسمان سے مختلف بنایا اور زمین کو بھی ایک جیسا نہیں بنایا صحرا کو میدان سے جنگل کو پہاڑ سے اور دریا کو سمندر سے مختلف بنایا۔ یعنی اللہ رب العزت نے ہرایک مخلوق کو ایک جداگانہ تشخص اور امتیاز بخشا ہے چاہے وہ ایک ہی نوع سی تعلق رکھتی ہوں یا مختلف انواع سے چنانچہ ایک درخت اور جھاڑی میں گھاس اور بانس میں گدھے اور گھوڑے میں بلی اور شیر میں پرندے اور جانور میں حیوانات اور جمادات میں مٹی اور پتھر میں زہر ہلاہل اور تریاق میں قند اور سرکے میں اور شہد اور ایلوا میں جو فرق رکھا ہے وہ ہر عاقل پر واضح ہے اور نصف النہار الشرعی کی طرح روشن ہے اور ایک ذی شعور اپنی روزمرہ کی زندگی میں اس بات کا پورا پورا اہتمام کرتا ہے اور ان کا لحاظ رکھتا ہے تو ایک دانش مند شخص کو اپنے دینی معاملات میں بھی ان امور کا خیال رکھنا چاہیے کہ وہ دینی اعتبار سے بھی اپنا امتیاز و تشخص برقرار رکھے۔

یہودیت عیسائیت اور اسلام تینوں اگرچہ الہامی مذاہب ہیں مگر اس اشتراک کے باوصف ان کے تفردات و امتیازات پر ذرا اچٹتی سی ہی نظر ڈالیں تو پتہ چلتا ہے کہ ان تینوں مذاہب میں عبادت کے مختلف طریقے رائج ہیں ان کی عبادت گاہیں مختلف ہیں ان کے اوقات مختلف ہیں نمازیں مختلف ہیں روزے مختلف ہیں عیدیں مختلف ہیں احکام مختلف ہیں ایام مختلف ہیں کلمہ مختلف ہے اور تو اور شریعت بھی مختلف ہے۔ تو جب خداوند قدوس کو ہرایک مخلوق سے جداگانہ تشخص مطلوب ومقصود ہے تو ایک مسلمان کو بھی ان بہت سے اشتراکات کے باوجود اپنا جداگانہ تشخص برقرار رکھنا ہے یہی شریعت کا ایک مسلمان سے تقاضا ہے۔ اور اللہ رب العزت کو امت محمدیہ کا دوسری امتوں سے امتیاز و اعجاز اتنا مرغوب ومحبوب ومطلوب ہے کہ اللہ رب العزت قیامت کے دن بھی اس کا اہتمام فرمائے گا چنانچہ حذیفہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا میرا حوض مقام عدن سے لے کر ایلہ کے فاصلہ سے بھی زیادہ بڑا ہوگا اور اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان

ہے میں اس حوض سے لوگوں کو اس طرح دور کروں گا جس طرح کوئی آدمی اجنبی اونٹوں کو اپنے حوض سے دور کرتا ہے صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ ہم کو پہچان لیں گے فرمایا:

نعم تردون علی غرا محجلین من آثار الوضوء لیست لاحد غیرکم(۱۰)

ہاں تم میرے پاس چمک دار روشن چہرے اور ہاتھ پاؤں والے ہو کر آؤ گے وضو کے آثار کی وجہ سے اور یہ علامت تمہارے علاوہ کسی میں نہ ہوگی۔

اب انسانی افعال کی تقسیم بیان کی جاتی ہے۔

امام شافعیؒ، احمد بن حنبلؒ، ابن مہدیؒ، ابن المدینیؒ، ابوداؤد اور دار قطنی اور دیگر کئی آئمہ کے نزدیک آدمی کے افعال تین اقسام میں منقسم ہیں قلبی، لسانی اور افعال جوارح (۱۱)۔ لیکن چونکہ تشبہ کے ضمن میں بالخصوص افعال جوارح کا ذکر کیا جاتا ہے اس لیے یہاں ان کو بیان کیا جاتا ہے۔ افعال جوارح یا ظاہری انسانی افعال کی بنیادی طور پر تین بڑی اقسام ہیں:

۱۔ افعال طبعیہ یا فطری یا قدرتی افعال

۲۔ افعال عادیہ

۳۔ افعال اختیاریہ

اب ان افعال کی قدرے تفصیل بیان کی جاتی ہے۔

۱۔ افعال طبعیہ

اس قسم میں ایسے افعال آتے ہیں جو کہ خالصتاً تقاضائے بشری کا نتیجہ ہوتے ہیں اور ایک بندہ بشر ان کو محض اس لیے ادا کرتا ہے کہ ان افعال کو ادا کرنے میں وہ فرد اپنے جبلی اور فطری تقاضوں کے تحت مجبور محض ہے اس لیے بھی کہ یہ فطری تقاضے یا ضرورت خود اس شخص کو ان افعال کے بجا لانے پر آمادہ کر دیتے ہیں اور کوئی بھی فرد نہ تو ان سے عہدہ برآ ہو سکتا ہے اور نہ ہی ان سے کلی طور پر اپنا دامن بچا سکتا ہے۔ مثال کے طور پر سر کو جنبش دینا، ہاتھ ہلانا، پلکیں جھپکانا وغیرہ یونہی مطلقاً کھانا، پینا، سونا، جاگنا، چلنا پھرنا، ستر کو ڈھانکنا اور جنسی ضروریات وغیرہ بھی اسی قسم میں داخل ہیں چنانچہ انسانی افعال کی اس قسم پر تشبہ کا اطلاق بھی نہیں ہوتا ہے اور ان افعال کو اس لیے ممنوع قرار نہیں دیا جا سکتا کہ چونکہ کفار سے تشبہ منع ہے اور کفار بھی یہ افعال کرتے ہیں اس لیے ایک مسلمان بھی یہ

افعال بجانہیں لاسکتا اگر اس قسم پر تشبہ کا اطلاق درست ہوتو پھر تو بڑا عجیب معاملہ ہو جائے کہ چونکہ کفار سوتے ہیں اس لیے مسلمان سو نہیں سکتے' کفار کھاتے ہیں اس لیے مسلمان کھا نہیں سکتے' کفار پیتے ہیں اس لیے مسلمان پی نہیں سکتے' کفار لباس پہنتے ہیں اس لیے مسلمان لباس نہیں پہن سکتے' کفار جماع کرتے ہیں اس لیے مسلمان جماع نہیں کر سکتے' حقیقت یہ ہے کہ یہ افعال تشبہ کے دائرے سے خارج ہیں۔ چنانچہ بحرالرائق میں علامہ زین الدین بن ابراہیم نقل کرتے ہیں: (۱۲)

ثم اعلم ان الشبيه باهل الكتاب لايكره في كل شيء وانانا كل ونشرب كمايفعلون انما الحرام هو التشبه فيما كان مذموما وفيما يقصدبه التشبيه كذا ذكره قاضي خان في شرح الجامع الصغير فعلى هذا لولم يقصدالتشبه لايكره عندهما(۱۳)

پھر یہ جان لو کہ کتابیوں کے ساتھ ہر چیز میں مشابہت مکروہ نہیں ہے دیکھو ہم کھاتے پیتے ہیں اور وہ بھی یہ کام کرتے ہیں حرام تشبہ وہ ہے جو مذموم ہے اور جس میں مشابہت کا ارادہ کیا جائے جیسا کہ قاضی خان نے شرح جامع صغیر میں اس کو ذکر کیا تو اس بنا پر اگر آدمی نے تشبہ کا ارادہ نہیں کیا تو طرفین کے نزدیک مکروہ نہیں ہوگا۔

اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں:

مانهيناعن التشبه بهم في كل شيء فانا نا كل كما ياكلون (۱۴)

ہمیں ہر کام میں ان کی مشابہت سے نہیں روکا گیا اس لیے کہ جیسے وہ کھاتے ہیں ویسے ہی ہم بھی تو کھاتے ہیں۔

جس طرح کھانے پینے وغیرہ کے معاملات میں ان کی مشابہت مکروہ نہیں ہے اسی طرح شکل وصورت میں بھی اگر ان جیسی شکل ہوتو ایسا فعل بھی مذموم نہیں ہے۔ چونکہ یہ بندے کے دائرہ کار سے باہر ہے اس لیے عنداللہ بھی اس کی کوئی اہمیت نہیں ہے چنانچہ حدیث پاک میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں نے وہاں (دوزخ میں) لحہ بن عمرو کو بھی دیکھا جو جہنم میں اپنی انتڑیاں کھینچ رہا تھا اور میں نے اس کے سب سے زیادہ مشابہہ معبد بن اکثم کعبی کو دیکھا ہے اس پر معبد کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ! اس کی مشابہت سے مجھے کوئی نقصان پہنچنے کا اندیشہ تو نہیں؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

لاانت مؤمن وهو كافر وهو اول من جمع العرب على الاصنام(۱۵)

نہیں تم مسلمان ہو اور وہ کافر تھا اور وہ پہلا شخص تھا جس نے اہل عرب کو بت پرستی پر جمع کیا تھا۔

ایک دوسری طویل حدیث پاک میں ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایاباقی رہا مسیح ضلالت تو وہ ایک آنکھ سے کانا ہوگا کشادہ پیشانی اور چوڑے سینے والا ہوگا اس کے جسم میں کندھے کا جھکاؤ سینہ کی طرف ہوگا اور وہ قطن بن عبدالعزی کے مشابہہ یہ سن کر قطن کہنے لگے یارسول اللہ ﷺ کیا اس سے مشابہت میرے لئے نقصان دہ ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

لا انت امرو مسلم وھو امرو کافر (۱۶)

نہیں تم ایک مسلمان آدمی ہو اور وہ کافر ہوگا۔

معلوم ہوا کہ اس طرح کے معاملات میں مشابہت کوئی معنی نہیں رکھتی اور نہ ہی اس طرح کے معاملات پر مشابہت کا اطلاق ہوتا ہے۔

۲۔افعال عادیہ

اس قسم میں ایسے انسانی افعال آتے ہیں کہ جنہیں ایک انسان ایک خاص انفرادی کیفیت کے ساتھ انجام دیتا ہے جیسے کہ کھانے' پینے' سونے' جاگنے' بیٹھنے اور کھڑے ہونے کی عادات وغیرہ۔اگر چہ یہ افعال اوپر بیان کی گئی قسم میں بھی داخل ہیں لیکن یہ ان سے اس لیے مختلف ہیں کہ ان کو ایک بندہ مومن ایک خاص انفرادی کیفیت سے ادا کرتا ہے اس لیے کہ کھانا ہر فرد کی بنیادی ضرورت میں داخل ہے اور کوئی بھی فرد اس سے بے نیاز نہیں ہوسکتا کھانا کھانے پر تو تشبہ کا اطلاق نہیں ہوگا لیکن اس کے کھانا کھانے کی اشیاء پر اس کی طرز نشست پر اس کے انداز پر اور اس کی پسند و ناپسند پر ضرور بالضرور تشبہ کا اطلاق ہوگا اس لیے ایک بندہ مومن کو ان لباس' وضع قطع اور عادات وغیرہ میں تشبہ بالکفار سے بچنا ضروری ہے۔

۳۔افعال اختیاریہ

اس قسم میں ایسے انسانی افعال آتے ہیں کہ جن کو ایک فرد اپنی مرضی سے اختیار کرتا ہے وہ چاہے تو ان افعال کو ادا کرے اور چاہے تو ان افعال کو ادا نہ کرے مثال کے طور پر نکاح کرنا' روزی کمانے کے ذرائع اختیار کرنا وغیرہ انسانی افعال کی اس قسم پر بھی تشبہ کا اطلاق ہوتا ہے اور ایک فرد مسلم کو ان افعال میں کفار کی پیروی و مماثلت سے اجتناب کرنا چاہیے۔

ان افعال کی اقسام سے معلوم ہوا کہ انسانی افعال کی پہلی قسم پر تشبہ کا اطلاق نہیں ہوتا ہے اس لیے

انہیں تشبہ کے دائرے میں داخل کرنا غلط ہے اور دوسری اور تیسری قسم تشبہ بالکفار کے دائرے میں شامل ہیں اس لیے ان سے بچنا چاہیے۔

تشبہ کی اقسام

اللہ کے نبی ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

من تشبه بقوم فهو منهم (۱۷)

جس شخص نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی، تو وہ انہی میں سے ہوگا۔

یہ حدیث پاک اپنے مفہوم میں بڑی جامع ہے اور اس حدیث پاک سے جہاں کفار کی مشابہت کی مذمت معلوم ہو رہی ہے۔ وہیں یہ حدیث اچھے اور نیکوکاروں کی مشابہت اختیار کرنے پر آخرت میں اچھے حشر کی بشارت بھی دے رہی ہے۔ چنانچہ معلوم ہوا کہ تشبہ، مماثلت یا مشابہت اچھی بھی ہے اور بری بھی۔ اس حدیث کے تحت شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں: ''تشبہ مطلق ہے جو اخلاق، اعمال اور لباس کو شامل ہے۔ خواہ اچھے لوگوں سے ہو یا برے لوگوں سے، اگر اخلاق و اعمال میں مشابہت ہو تو اس کا حکم ظاہر و باطن کو شامل ہے۔ اور اگر لباس میں ہو تو حکم ظاہر کے ساتھ مخصوص ہوگا عرف عام میں اس کا مطلب لباس میں مشابہت لیا جاتا ہے اس لیے اس حدیث کو کتاب اللباس میں لائے ہیں۔ (۱۸)

علامہ غلام رسول سعیدی صاحب اس حدیث کے متعلق لکھتے ہیں کہ: یہ حدیث اپنے عموم پر نہیں ہے بلکہ اس کا محمل یہ ہے کہ جو وصف کسی قوم کی بدعقیدگی پر مبنی ہو اس میں اگر مشابہت کی جائے تو اس کا شمار بھی اسی بدعقیدہ قوم سے ہوگا مثلاً گلے میں رسی کا پھندہ بنا کر ڈالنا یہ عیسائیوں کی اس بدعقیدگی پر مبنی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی پر چڑھایا گیا تھا۔ اور اس کے علاوہ اور کسی چیز میں کفار کی مشابہت اس کو واجب نہیں کرتی کہ اس کا شمار بھی ان کفار میں سے ہوگا۔ (۱۹)

مولانا شمس الدین احمد جعفری رضوی اس حدیث کے متعلق لکھتے ہیں کہ ''یہ حدیث ایک اصل کلی ہے کہ لباس و عادات و اطوار میں کن لوگوں سے مشابہت کرنی چاہیے اور کن سے نہیں کرنی چاہیے کفار و فساق و فجار سے مشابہت بری ہے اور اہل صلاح و تقوی کی مشابہت اچھی ہے پھر اس تشبہ کے بھی درجات ہیں۔ اور انہیں کے اعتبار سے احکام بھی مختلف ہیں کفار و فساق سے مشابہت کا ادنی مرتبہ کراہت

☆ابسط وجهك للناس تكسب ودهم نوالن لهم الكلام بحبوك تونو اضع لهم بحلوك.☆

ہے۔مسلمان اپنے کوکافروں اورفاسقوں سے ممتاز رکھے تاکہ پہچانا جاسکے اورغیرمسلم کاشبہ اس پر نہ ہو۔(۲۰)

علامہ محمدنواب قطب الدین خان دہلوی(۲۱)اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: مطلب یہ ہے کہ جوشخص جس قوم وجماعت کی مشابہت اختیار کرے گااس کواسی قوم وجماعت جیسی خیرومعصیت ملے گی مثلاًاگرکوئی شخص اپنے لباس واطواروغیرہ کے ذریعہ کسی غیرمسلم قوم یافساق وفجار کی مشابہت اختیار کرے گاتواس کے نامہ اعمال میں وہی گناہ لکھے جائیں گے جواس غیرمسلم قوم کے لوگوں یافساق وفجارکوملتاہے'اسی طرح اگرکوئی شخص اپنے آپ کوعلماء ومشائخ اوراولیاء اللہ کے نمونے پرڈھالے گاکہ انہی جیسے لباس پہنے گاانہی اطوار اختیارکرے گااورانہی جیسے اعمال کرے گاتووہ بھلائی وسعادت کے اعتبار سے انہی کے زمرہ میں شمارہوگا'اس ارشادگرامی کے الفاظ بہت جامع وہمہ گیرہیں جن کے دائرے میں بہت سی باتیں اوربہت سی چیزیں آجاتی ہیں یعنی مشابہت کامفہوم عمومیت کاحامل ہے کہ مشابہت خواہ اخلاق واطوار میں ہو'یااطوارمیں ہو'یاافعال وکردار میں ہواورخواہ لباس وطرزرہائش میں ہواوریاکھانے پینے'اٹھنے'رہنےسہنے اوربولنے چالنے میں ہوسب کایہی حکم ہے۔(۲۲)

اس لحاظ سے تشبہ کی دواقسام ہیں۔

۱۔تشبہ محمود

۲۔تشبہ مذموم

تشبہ محمودکوآسانی کے پیش نظردرج ذیل اقسام میں تقسیم کیاجاسکتاہے۔

۱۔تشبہ محمودفرض ہو۔

اس کی مثال رسول اللہﷺ کی سیرت طیبہ پرعمل کرناہے۔ان معاملات میں جن کی پیروی ہمارے لئے ضروری ہے جیسے نماز پڑھنے میں آپﷺ کی نقل کرنااورحج اورروزوں وغیرہ کے معاملات میں آپﷺ کی پیروی کرنا۔یہ معاملات وہ ہیں کہ جن پرعمل کے بغیر اللہ رب العزت کی رضاکاحصول ممکن نہیں اوراسی بات کاحکم اللہ رب العزت نے قرآن پاک میں دیاہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوة حسنة لمن کان یرجوا اللہ و الیوم الاخر و ذکر اللہ کثیرا (۲۳)

تم کو پیغمبر خدا کی پیروی (کرنی) بہتر ہے (یعنی) اس شخص کو جسے خدا (سے ملنے) اور روز قیامت (کے آنے) کی امید ہو اور وہ خدا کا ذکر کثرت سے کرتا ہو۔

۲۔تشبہ محمود واجب ہو۔

اللہ کے نبی ﷺ جن کاموں کو بنیت عبادت سرانجام دیتے تھے اور ان کاموں پر آپ نے مداومت فرمائی اور امت کو بھی ان کاموں کے بجالانے کی تلقین کی اور ان کے چھوڑ دینے پر آپ نے سخت وعید یا تہدید فرمائی اس کی مثال باجماعت نماز کا اہتمام کرنا' داڑھی رکھنا' وتر پڑھنا' صدقہ فطر ادا کرنا' قربانی کرنا' عیدین کی نماز ادا کرنا اور سجدہ تلاوت وغیرہ۔

۳۔تشبہ محمود سنت ہو۔

اس کی مثال یہ ہے کہ جن کاموں میں رسول اللہ ﷺ کی پیروی ہمارے لئے فرض قرار نہیں دی گئی ان کاموں میں بھی آپ کی نقل کرنا جیسے کھانے' پینے' اٹھنے' لباس' رہن سہن' معاشرت اور معاملات وغیرہ اگرچہ یہ کام رسول اللہ ﷺ بنیت عبادت نہیں بلکہ بطور عادت کے سرانجام دیتے تھے۔لیکن امت کو ان کاموں میں بھی آپ کی پیروی کرنے پر عظیم ثواب کی بشارت ہے جیسا کہ

حدیث پاک ہے:

من تمسک بسنتی عندفساد امتی فله اجر مائة شهید (۲۴)

فساد امت کے وقت جو میری ایک سنت پر عمل کرے گا اسے سو شہیدوں کا ثواب ملے گا۔

۴۔تشبہ محمود مستحب ہو۔

عادات ومعاملات میں صحابہ کرامؓ اور سلف صالحین رحمھم اللہ کے طریقے پر عمل کرنا بھی پسندیدہ ٬محمود اور مستحب ہے۔جیسا کہ ایک حدیث پاک میں ہے کہ سرکار ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

خیر شبابکم من تشبه بکهولکم' و شر کهولکم من تشبه بشبابکم (۲۵)

تمہارے جوانوں میں سے سب سے بہتر جوان وہ ہے جو بزرگوں کی مشابہت اختیار کرے اور تمہارے بوڑھوں میں سے سب سے بدترین بوڑھا وہ ہے جو جوانوں کی مشابہت اختیار کرے۔

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی لکھتے ہیں: ہر جگہ کے اہل دین اور ثقہ لوگوں کو جو لباس ہو اس کی اتباع زیادہ بہتر اور مستحب ہے۔(۲۶) مفتی سید عبدالرحیم صاحب لاجپوری فرماتے ہیں ''دیندار مسلمان جس لباس کو اختیار کریں اسے اختیار کیا جائے اور جس لباس سے دیندار مسلمان اور علماء احتراز کریں اس سے بچا جائے۔''(۲۷) ایک عربی شاعر کہتا ہے:

فتشبهوا ان لم تکونوا مثلهم ''فان التشبه بالکرام فلاح

یعنی علماء کی مشابہت اختیار کرو اگرچہ تم ان جیسے نہیں ہو کہ نیک لوگوں کی مشابہت اختیار کرتے میں فلاح وکامرانی ہے۔

بلکہ یہ لوگ تو ایسے مقبولان بارگاہ خداوندی ہیں کہ ان کی مشابہت میں تو فوائد ہی فوائد ہیں جو شخص ان کے پاس لمحہ بھر کے لیے بیٹھ جائے اللہ رب العزت اسے بھی برکات سے محروم نہیں رہنے دیتا۔جیسا کہ حدیث قدسی ہے:

قال هم الجلساء لایشقی بهم جلیسهم (۲۸)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ ایسے لوگ ہیں کہ جن کے ساتھ بیٹھنے والا بھی محروم نہیں رہتا۔

بلکہ یہ لوگ تو اللہ رب العزت کو اتنے پیارے ہیں کہ اگر کوئی دل سے ان کی پیروی نہیں کرنا چاہتا اور ایمان نہ ہونے کے باوجود صرف ظاہر میں ان جیسی صورت بنالیتا ہے تو اس کا یہ عمل اس کو دنیوی مصیبتوں سے بچانے میں نافع ہوسکتا ہے جیسا کہ ایک حکایت ہے کہ غرق فرعون کے دن سارے فرعونی ڈوب گئے مگر فرعونیوں کا بہروپیا بچ گیا۔موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں عرض کی۔مولیٰ یہ کیوں بچ گیا۔فرمایا اس نے تمہارا روپ بھرا ہوا تھا۔ہم محبوب کی صورت والے کو بھی عذاب نہیں دیتے۔(۲۹)

جب کہ حدیث پاک میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں ''یہ اس لئے کہ اہل کتاب یعنی یہود ونصاریٰ جو تمہاری مشابہت کرتے ہیں لیکن تمہاری طرح ایمان نہیں لائے حضرت محمد ﷺ اور قرآن پر وہ یہ جان لیں کہ اللہ کا فضل حاصل نہ کرسکیں گے۔(۳۰) تو جب ایک کافر ان صریح احکامات کے باوصف اپنے کفر کے باوجود دنیوی عذاب سے بچ سکتا ہے تو ایک مسلمان جو کہ

ایمان کی دولت سے مالامال ہے اوردل سے اپنے پیارے نبی ﷺ کی اوران کی اصحاب کی اورسلف صالحین کی پیروی کرے گاتووہ کیسے دینی اوردنیوی برکات سے محروم رہ سکتا ہے۔

تشبہ مذموم

تشبہ مذموم وہی ہے کہ جوکفار، فساق، فجار، بدعتی، ملحدین، شیطان، گمراہ فرقوں یاجانوروں کے ساتھ کیاجائے اسی طرح عورتوں کی مردوں کے ساتھ یامردوں کی عورتوں کے ساتھ مشابہت بھی مذموم ہے۔تشبہ مذموم کوحکم کی نوعیت کے اعتبار سے درج ذیل اقسام میں تقسیم کیاجاسکتا ہے جیساکہ امام ابن صلاح (۳۱) نے لکھاہے کہ کفار سے مشابہت کی بہت سی صورتیں ہیں کبھی مکروہ توکبھی حرام چنانچہ امام ابن صلاح لکھتے ہیں:

والتشبہ بالکفار قدیکون مکروھاوقدیکون حراما وذلک علی حسب الفحش فیہ قلۃوکثرۃ واللہ اعلم (۳۲)

کفار سے مشابہت کبھی کبھی مکروہ ہوتی ہے اورکبھی حرام ہوتی ہے اوریہ اس کے اندرفحش کی قلت اورکثرت کے اعتبار سے ہوتا ہے۔

اس لحاظ سے تشبہ کی اقسام درج ذیل ہیں:۔

۱۔تشبہ بالکفار کفرہو۔

۲۔تشبہ بالکفار حرام ہو۔

۳۔تشبہ بالکفار مکروہ وناجائز ہو۔

۴۔تشبہ بالکفار مکروہ وناپسندیدہ ہو۔

۵۔تشبہ بالکفار مباح ہو۔

درج ذیل سطورمیں اس کی وضاحت کی جاتی ہے۔

۱۔تشبہ بالکفار کفرہو۔

کفار کے ساتھ دینی معاملات میں یاعقائدیاضروریات دین وغیرہ کی مشابہت انسان کوکفر کے گہرے گڑھے میں گراسکتی ہے اس کی مثال یوں ہے جیسے بت یاچاندسورج کوسجدہ کرنااورقتل نبی یانبی کی

توہین یا مصحف شریف (یعنی قرآن پاک) یا کعبہ معظمہ کی توہین اور کسی سنت کو ہلکا بتانا یہ باتیں یقیناً کفر ہیں۔ یوہیں بعض اعمال کفر کی علامت ہیں جیسے زنار باندھنا، سر پر چٹیا رکھنا، قشقہ (یعنی ہندوؤں کی طرح پیشانی پر مخصوص قسم کا ٹیکا) لگانا۔ ایسے افعال کے مرتکب کو فقہائے کرام رحمہم اللہ السلام کافر کہتے ہیں۔ تو جب ان اعمال سے کفر لازم آتا ہے تو ان کے مرتکب کو از سر نو اسلام لانے اور اس کے بعد اپنی عورت سے تجدید نکاح کا حکم دیا جائیگا۔ (۳۳) جو مجوسیوں کی مخصوص ٹوپی پہنے یا زنار باندھے بلکہ کوئی اپنی کمر میں یوں ہی رسی باندھ کر کہے کہ یہ زنار ہے، اس کے یہ افعال کفر ہیں۔ (۳۴) جس نے سر پر مجوسیوں کی مخصوص ٹوپی رکھ کر کہا: "دل سیدھا ہونا چاہئے" یہ قول کفر ہے کیونکہ کہنے والے نے ظاہر شریعت کا انکار کیا۔ (۳۵)

اسی طرح علم دین اور علما کی توہین بے سبب یعنی محض اس وجہ سے کہ عالم علم دین ہے کفر ہے۔ یوہیں عالم دین کی نقل کرنا مثلاً کسی کو منبر وغیرہ کسی اونچی جگہ پر بٹھائیں اور اس سے مسائل بطور استہزا دریافت کریں پھر اسے تکیہ وغیرہ سے ماریں اور مذاق بنائیں یہ کفر ہے۔ (۳۶) اس لیے کہ یہ شخص وارثان انبیا اور وارثان محراب و منبر جو کہ دین کی ترویج و اشاعت اور اس کے فہم کے لیے بنیادی رہنما ہیں وہ ان کی توہین کی نیت سے ان کی مشابہت اختیار کر رہا ہے جب کہ علماء کی عزت اور ادب و احترام امت پر واجب ہے۔ اور ان کی تحقیر و توہین کفر ہے یہاں تک کہ اگر کوئی شخص تحقیر کے ارادے سے عالم کو عویلم اور علوی کو علیوی کہے وہ کافر ہو جاتا ہے۔ (۳۷) جب کہ توہین بوجہ علم دین کرے وگرنہ اگر بے سبب ظاہر کے ہے تو اس پر خوف کفر ہے ورنہ اشد کبیرہ ہونے میں شک نہیں۔ (۳۸)

حضرت سیدنا ابو محمد سہل کا فرمان عبرت نشان ہے: خوف کا اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ اپنے بارے میں اللہ کے علم ازلی کے تعلق سے ڈرتا ہے (کہ نہ جانے میرے بارے میں کیا طے ہے، آیا اچھا خاتمہ یا کہ برا خاتمہ!) اور اس بات سے بھی خوفزدہ رہے کہ کہیں کوئی کام خلاف سنت (یعنی سنت کو مٹانے والی بری بدعت کا ارتکاب) نہ کر بیٹھے جس کی نحوست اسے کفر تک پہنچا دے۔ (۳۹)

..............(جاری ہے)

حواشی

۱۔افریقی،محمد بن مکرم بن علی ابوالفضل جمال الدین ابن منظورم ۷۱۱ھ،لسان العرب،مادہ ش ب ؤ،ج ۱۳ص ۵۰۳،دار صادر بیروت،الطبعۃ الثالثۃ ۱۴۱۴ھ۔

۲۔زبیدی،محمد بن محمد بن عبدالرزاق الحسینی،ابوالفیض،الملقب بمرتضی،م ۱۲۰۵ھ،تاج العروس من جواہر القاموس،ج ۳۶ص ۴۱۱،دار الہدایۃ،طاندارد۔

۳۔جرجانی،علی بن محمد بن علی الزین الشریف،م ۸۱۶ھ،کتاب التعریفات،باب التاء ج ۱ص ۵۸،دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان،الطبعۃ الاولی ۱۴۰۳ھ۔

۴۔زمخشری،ابوالقاسم محمود بن عمرو بن احمد،جاراللہ،م ۵۳۸،اساس البلاغۃ،ج ۱ص ۴۹۳،محقق محمد باسل عیون السود،دار الکتب العلمیۃ،بیروت لبنان،الطبعۃ الاولی،۱۴۱۹ھ

۵۔اصفہانی،ابوالقاسم الحسین بن محمد المعروف بالراغب،م ۵۰۲ھ،المفردات فی غریب القرآن،ج ۱ص ۴۴۳،تحقیق صفوان عدنان داودی،دار العلم الدار الشامیۃ،دمشق بیروت،سنۃ الطبع ۱۴۱۲ھ۔

۶۔ماخوذ:مصری،زین الدین بن ابراہیم المعروف بابن نجیم م ۹۷۰ھ،البحر الرائق شرح کنز الدقائق ومنحۃ الخالق وتکملۃ الطوری ج ۲ص ۱۱،دار الکتاب الاسلامی،الطبعۃ الثانیۃ،بدون تاریخ،

۷۔گیلانی،سید مناظر احسن،اسلامی معاشیات ص ۳۰۷،سنگ میل پبلی کیشنز لاہور،اشاعت ۲۰۰۷۔

۸۔اصفہانی،ابوالقاسم الحسین بن محمد المعروف بالراغب،المفردات فی غریب القرآن،ج ۱ص ۴۴۳،

۹۔امجدی،مفتی جلال الدین،فتاوی فیض الرسول ج ۲ص ۶۰۰،شبیر برادرز اردو بازار لاہور،اشاعت ۱۹۹۳ء

۱۰۔مسلم،امام ابوالحسین عساکر الدین ابن حجاج،م ۲۶۱ھ،صحیح مسلم،جلد اول،باب استحباب اطالۃ الغرۃ والتحجیل فی الوضوء،حدیث نمبر ۵۸۳،محقق محمد فواد عبدالباقی،دار احیاء التراث العربی بیروت،

۱۱۔تفصیل کے لیے دیکھیے:سبکی،تاج الدین عبدالوہاب بن تقی الدین،م ۷۷۱ھ،الاشباہ والنظائر ج ۱ص ۵۴،دار الکتب العلمیۃ،الطبعۃ الاولی ۱۴۱۱ھ بمطابق ۱۹۹۱ء۔

۱۲۔آپ ۹۷۰ھ میں پیدا ہوئے آپ اپنے وقت کے عظیم فقیہ اور اصولی تھے آپ کی تصانیف میں سے شرح منار الانوار فی اصول الفقہ،البحر الرائق فی شرح الکنز الدقائق،الاشباہ والنظائر،التحفۃ المرضیۃ فی الاراضی المصریۃ،والفتاوی الزینیۃ مشہور ہیں۔(دیکھیے معجم المولفین ج ۴ص ۱۹۲)

۱۳۔مصری،زین الدین بن ابراہیم بن محمد المعروف بابن نجیم،م ۹۷۰ھ،البحر الرائق شرح کنز الدقائق ومنحۃ الخالق وتکملۃ الطوری ج ۲ص ۱۱

☆حافظ علی اذکار المناسبات فانها حفظ لك وصيانة توفيها من الصداد والارشاد ما يصلح به يومك.☆

۱۴۔سرخسی،شمس الائمۃ محمد بن احمد بن ابی سہل،م ۴۸۳ھ،المبسوط ج ۱،ص ۲۰۱،دار المعرفۃ بیروت،بدون طبعۃ ،تاریخ النشر ۱۴۱۴ھ بمطابق ۱۹۹۳ء

۱۵۔حنبل،امام احمد،م ۲۴۱ھ،مسند الامام احمد بن حنبل،جز ۲۳،ص ۱۰۹،مسند جابر بن عبداللہؓ،حدیث ۱۴۸۰۰،محقق شعیب الارنووط،عادل مرشد وآخرون،مؤسسۃ الرسالۃ،الطبعۃ الاولی ۱۴۲۱ھ بمطابق ۲۰۰۱ء

۱۶۔ایضا،جز ۱۳،ص ۲۸۲،مسند ابی ہریرۃؓ،حدیث ۷۹۰۵

۱۷۔ابوداؤد،سلیمان بن اشعث،م ۲۷۵ھ،سنن ابوداؤد،کتاب اللباس،باب فی لبس الشہرۃ،حدیث ۴۰۳۱،محقق محمد محیی الدین عبدالحمید،المکتبۃ العصریۃ صیدا بیروت،ط ندارد

۱۸۔دہلوی،عبدالحق،م ۱۰۵۲ھ،اشعۃ للمعات ج ۵،ص ۵۷۷،مترجم علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری،فرید بک سٹال اردو بازار لاہور،ط ثانی،اشاعت ۲۰۰۲ء

۱۹۔سعیدی،غلام رسول،نعم الباری شرح صحیح البخاری ج ۱۲،ص ۳۸۷،ضیاالقرآن پبلی کیشنز کراچی،ط دوم،۲۰۱۴ء

۲۰۔شمس الدین احمد،قانون شریعت ج ۲،ص ۴۲۶،زاویہ پبلشرز داتا دربار مارکیٹ لاہور،ط ن۔م،اشاعت ۲۰۰۷ء

۲۱۔۱۲۱۹ھ میں پیدا ہوئے علوم شرعیہ شاہ اسحٰق دہلوی سے حاصل کیے متعدد حج کیے صاحب تصانیف کثیرہ ہیں۔آپ کی اردو شرح مشکوٰۃ ''مظاہر حق'' مشہور خلائق ہے۔ستر سال کی عمر پائی اور ۱۲۸۹ھ میں وفات پائی۔(دیکھئے حدائق الحنفیہ ص ۵۰۵)

۲۲۔دہلوی،علامہ نواب قطب الدین خان،م ۱۲۸۹ھ،مظاہر حق ج ۴،ص ۱۸۵،مکتبۃ العلم اردو بازار لاہور،ط ندارد

۲۳۔سورۃ الاحزاب آیت ۲۱

۲۴۔بیہقی،ابوبکر احمد ابن حسین ابن علی،م ۴۵۸ھ،الزہد الکبیر للبیہقی،جز ۱،ص ۱۱۸،حدیث ۲۰۷،محقق عامر احمد حیدر،مؤسسۃ الکتب الثقافیۃ بیروت،الطبعۃ الثالثۃ ۱۹۹۶ء،تبریزی،محمد بن عبداللہ الخطیب العمری،م ۷۴۲ھ،مشکاۃ المصابیح ج ۱،کتاب الایمان باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ،حدیث ۱۶۶،تحقیق محمد ناصر الدین البانی،المکتب الاسلامی بیروت،الطبعۃ الثالثۃ ۱۴۰۵ھ

۲۵۔ہندی علاء الدین علی بن حسام الدین ابن قاضی خان القادری الشاذلی البرہانفوری ثم المدنی فالمکی الشہیر بالمتقی،م ۹۷۵ھ،کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال،کنز العمال ج ۱۵،ص ۷۸۶،محقق بکری حیانی وصفوۃ السقاء مؤسسۃ الرسالۃ،الطبعۃ الخامسۃ ۱۴۰۱ھ بمطابق ۱۹۸۱ء

۲۶۔رحمانی،مولانا خالد سیف اللہ،کتاب الفتاوی ج ۶،ص ۹۵،زمزم پبلشرز کراچی،اشاعت ۲۰۰۸ء،ط ندارد

۲۷۔دیکھیے:لاجپوری،مفتی سید عبدالرحیم،فتاوی رحیمیہ ج ۱۰،ص ۹۷،دار الاشاعت اردو بازار

کراچی' اشاعت ۲۰۰۳ء' ط ندارد'

۲۸۔ بخاری' محمد بن اسماعیل' م ۲۵۶ھ کتاب الدعوات باب فضل ذکر اللہ عزوجل' حدیث ۶۴۰۸' مسلم' امام ابوالحسین عساکر الدین ابن حجاج' م ۲۶۱ھ' صحیح مسلم' کتاب الذکر والدعاء والتوبۃ باب فضل مجالس الذکر' حدیث ۲۶۸۹'

۲۹۔ ماخوذ: قاری' ملاعلی' م ۱۰۱۴ھ' مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح ج ۸ ص ۲۵۵' مکتبہ امدادیہ ملتان' ط ن۔م'

۳۰۔ نسائی' عبدالرحمٰن بن شعیب' م ۳۰۳ھ' سنن نسائی' باب تاویل قول اللہ عزوجل ومن لم یحکم بما انزل اللہ اولئک ہم الکافرون فی ذکر الحکم باتفاق اہل العلم' حدیث ۵۴۰۰

۳۱۔ آپ عظیم شافعی فقیہ ہیں۔ تفسیر' لغت' حدیث' فقہ' اسماء الرجال' حدیث سے متعلقہ علوم اور دیگر فنون میں آپ کی نظیر کوئی نہ تھا کثیر الملازمت تھے ورع وتقوی میں بھی آپ کی مثل کوئی نہ تھا یہی وجہ تھی کہ آپ کے جنازے میں اژدھام کثیر تھا آپ کی تصانیف میں سے شرح مشکل الوسیط للغزالی فی فروع الفقہ الشافعی' الفتاوی' علوم الحدیث' معرفۃ المؤتلف والمختلف فی اسماء الرجال' وطبقات الشافعیۃ مشہور ہیں لیکن سب سے زیادہ شہرت آپ کی کتاب مقدمہ ابن الصلاح کوملی جواصول حدیث میں اہم ماخذ کی حیثیت رکھتی ہے۔ (دیکھئے طبقات الشافعیین ج ۱ ص ۸۵۷)

۳۲۔ ابن صلاح ابوعمرو تقی الدین عثمان بن عبدالرحمٰن' م ۶۴۳ھ' فتاوی ابن الصلاح ج ۲ ص ۴۷۳' محقق موفق عبداللہ عبدالقادر' مکتبۃ العلوم والحکم عالم الکتب بیروت' الطبعۃ الاولی ۱۴۰۷ھ'

۳۳۔ اعظمی' مولانا امجد علی' م ۱۹۴۸ء' بہار شریعت ج ۱ ص ۶۶' شبیر برادرز اردو بازار لاہور' اشاعت ۱۹۹۶ء' ط ندارد'

۳۴۔ ماخوذ: بریلوی' احمد رضا خان' م ۱۳۴۰ھ' فتاوی رضویہ ج ۲۴ ص ۵۰۔۵۴۸' رضا فاؤنڈیشن لاہور' اشاعت ۱۴۲۳ھ بمطابق ۲۰۰۳ء' ط ندارد'

۳۵۔ ایضا' ص ۵۴۹'

۳۶۔ اعظمی' مولانا امجد علی' م ۱۹۴۸ء' بہار شریعت ج ۱ ص ۶۲'

۳۷۔ بریلوی' احمد رضا خان' م ۱۳۴۰ھ' فتاوی رضویہ ج ۱۴ ص ۲۶۹'

۳۸۔ ایضا' ج ۱۵ ص ۱۶۳

۳۹۔ قادری' محمد الیاس' کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب ص ۲۱' مکتبۃ المدینہ پرانی سبزی منڈی کراچی' ط ندارد'